بحث و نظر
سلسلہ نمبر 2

جناب مفتی مختار اللہ جہانگیروی حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اختلاف مطالع کے اعتبار و عدم اعتبار کی تحقیق

(آخری قسط)

بلاد بعید و قریب میں فرق : ماقبل تحقیق سے اگرچہ یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں۔ چاہے بلدتین (دو شہروں) کے درمیان مسافت قریب ہو یا بعید، مگر ثبوت حکم کے لحاظ سے ان دونوں میں فرق ضرور ہے۔ وہ یہ کہ بلاد قریبہ کی رؤیت کا حکم، قریب کے شہروں میں نفس رؤیت کے ثبوت سے نافذ ہوگا۔ اسکے ساتھ دوسرا کوئی طریقہ ثبوت ضروری نہیں۔ مگر دور دراز کے ممالک جنکے مابین اتنی مسافت ہو جنکے مابین مطالع مختلف ہوں، اسمیں حکم رؤیت کے ثبوت کیلئے نفس رؤیت کے علاوہ شرعی طریقہ کے ساتھ اس اطلاع کا پہنچانا بھی ضروری ہے۔ نفس اطلاع کہ فلاں ملک میں چاند دیکھا گیا ہے سے روزہ یا عید کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ ثبوت حکم کیلئے طرق شرعیکی مختلف اقسام میں سے کسی ایک قسم کا ہونا ضروری ہے جو ذیل میں درج ہیں۔

(۱)۔ شھادۃ الرؤیت : اسکا مطلب یہ ہے کہ جن گواہوں نے چاند بذات خود دیکھا ہے وہ خود آکر گواہی دیں کہ ہم نے فلاں شہر میں فلاں وقت پر چاند کی رؤیت کی ہے۔ اس شہادت پر اگر قاضی یا شہر کا معتمد عالم دین روزہ یا عید کا حکم صادر کرے تو پھر اس صورت میں دور دراز شہر کی رؤیت معتبر ہوگی۔

(۲)۔ شھادۃ علی الشھادۃ : اس کا مطلب یہ ہے کہ گواہ آکر قاضی کے سامنے یہ گواہی دیں کہ فلاں شہر میں فلاں آدمیوں نے چاند کی رؤیت کی ہے اور انہوں نے ہمیں اپنی رؤیت پر گواہ بنایا ہے کہ ہم نے فلاں فلاں مقام پر فلاں وقت کو اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے۔ (ھکذا فی ردالمحتار ۵ / ۵۰۰)
مگر یاد رہے اس میں یہ ضروری ہے کہ اصل گواہوں میں سے ہر ایک اپنی شھادۃ پر دو دو آدمیوں کو گواہ بنائے۔ تب چاند کی رؤیت کو ثبوت کا حکم دیا جائے گا ورنہ شھادۃ مقبول نہ ہوگی۔ چنانچہ علامہ

کاسانی ؒ فرماتے ہیں : "انها لاتقبل مالم يشهد على شهادة رجل واحد رجلان و رجل وامرأتان" ترجمہ : (اور یہ شہادۃ قبول نہیں کی جائیگی جب تک ایک مرد اپنی گواہی پر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ نہ بنائے)۔ (بدائع الصنائع : ۲: ۸۱)

(۳)۔ شہادۃ علی القضاء : اسکی دو صورتیں ہیں : (الف)۔ ایک صورت کتاب القاضی الی القاضی کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شہر میں چاند کی رؤیت کی گئی ہو وہاں کے رؤیت کرنے (چاند دیکھنے والے) گواہ اس علاقے کے قاضی یا علماء کمیٹی کے سامنے جب اپنی عینی شہادت پیش کریں کہ ہم نے بذات خود فلاں وقت چاند کی رؤیت کی ہے اس کے بعد جب علماء کمیٹی یا قاضی اس شہادت کو قبول کر کے اس کے مطابق روزہ یا عید کا حکم صادر فرمائے تو یہ قاضی اپنے اس فیصلہ کو ایک کاغذ پر تفصیلاً تحریر کر کے دو گواہوں کے سامنے پڑھ کر گواہ اس خط کو لیکر بعید علاقے کی علماء کمیٹی یا قاضی کو پیش کر کے اس پر گواہی دیں کہ فلاں قاضی نے یا علماء کمیٹی نے دو یا زائد آدمیوں کی رؤیت پر روزے یا عید کا فیصلہ دیا ہے اور ہمیں یہ لکھ کر دیا جو پیش خدمت ہے۔ ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔ (ردالمحتار ۵/۴۳۲ تا ۴۳۵) (ب)۔ دوسری صورت یہ ہے : کہ گواہ دور علاقے کے قاضی کے سامنے یہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر میں فلاں قاضی کے سامنے فلاں رات کے چاند کی رؤیت پر دو گواہوں نے گواہی دی اور قاضی نے اس کو قبول کر کے اسکے مطابق فیصلہ صادر فرمایا تو اس قاضی کیلئے بھی جائز ہے کہ یہ بھی ان گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کر دے اور روزے یا عید کا حکم صادر کرے اس لیے کہ قضاء قاضی حجت ہے جس پر ان گواہوں نے گواہی دی۔ (الدر المختار علی صدر ردالمحتار : ۲/ ۳۹۰)

(۴)۔ استفاضہ : اسکا مطلب یہ ہے کہ رؤیت کی خبر اتنے لوگ روایت کریں کہ قاضی یا علماء کمیٹی کو چاند کی رؤیت پر یقین قلبی حاصل ہو جائے کہ فلاں شہر میں فلاں قاضی کے سامنے چاند کی رؤیت پر گواہ پیش ہوئے اور اس نے اس پر فیصلہ دیا ہے تو اس صورت میں علامہ حلوانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : "الصحيح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فيمابين اهل البلدة الاخرىٰ يلزمهم حكم هذه البلدة" (منحۃ الخالق ۲/ ۲۷۰) ترجمہ : صحیح بات یہ ہے کہ ہمارے اصحاب کا یہی مذہب ہے کہ خبر جب استفاضہ کے درجہ میں آجائے اور متحقق ہو جائے تو اسکے

ذریعہ دوسرے شہروں کے لوگوں پر بھی حکم لازم ہو جائے گا بشر طیکہ اس خبر کی بنیاد استفاضہ کی شہر پر ہو۔ صحیح اور درست ہے۔ علامہ حصکفی فرماتے ہیں : "نعم لو استفاض الخبرفی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب "ترجمہ ہاں اگر چاند کی رؤیت کی خبر دوسرے شہر میں پھیل جائے تو صحیح مذہب کے مطابق ان لوگوں پر بھی یہی حکم لازم ہے (صدر المختار علی در روالمختار ۲ / ۳۹۰)

تنبیہ : استفاضہ سے مراد صرف سُنی سُنائی اطلاع کی شہرت نہیں بلکہ علامہ رحمتیؒ فرماتے ہیں :

"معنی الاستفاضة ان تأتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن أهل تلک البلدة انهم صاموا عن رؤیة لامجرد الشیوع من غیرمستلم بمن أشاعه کماقد تشیع أخبار یتحدث بها سائر اهل البلدة ولا یعلم من أشاعها"(روالمختار ۲ / ۳۹۰) ترجمہ :استفاضہ کا معنی یہ ہے کہ اس شہر سے متعدد وفود (قافلے) آئیں اور ہر ایک یہ اطلاع دے کہ فلاں شہر کے لوگوں نے روزہ رکھا ہے یا روزہ رکھیں گے مگر صرف نفس شہرت پر عمل نہ کیا جائے۔جب تک اس بات کا علم نہ ہو کہ اس خبر کو کس نے مشہور کیا ہے اس لیے کہ بہت سارے اخبار اس طرح مشہور ہوئے کہ ہر شہری وہی کہتا تھا مگر مشہور کرنے والا معلوم نہ تھا"۔اس لئے زمانہ حال میں مفتی، قاضی یا علماء کمیٹی کے پاس جب کسی شہر کی رؤیت کی خبر مستفیض ہو جائے تو علماء یا قاضی اسی شہر کے معتمد شخص سے فون پر رابطہ کر کے اس سے حقیقت حال معلوم کرے۔

استفاضہ کیلئے تحدید : اس شہرت کی کوئی تعداد شرعاً مقرر نہیں بلکہ جتنی تعداد سے قاضی یا کمیٹی کو اطمینان قلبی حاصل ہو جائے گویا کہ یہ قاضی کے صوابدید پر مبنی ہے اس لئے امام محمدؒ فرماتے ہیں :"عن محمد ان یفوض مقدار القلة والکثرة الی رائے الامام وهو الصحیح" (مجمع الانهر ۱ / ۲۳۷) (ترجمہ :امام محمدؒ سے مروی ہے کہ قلت اور کثرت کی تعداد کا فیصلہ امام یا قاضی کی صولبدید پر موقوف ہے اور یہی صحیح ہے۔بلکہ علامہ عبدالحی الکھنویؒ فرماتے ہیں : "الـجمع الذی یحصل بخیر هم غلبة الظن وهو مفوض الی رأی الامام من غیرتقدیر عددوهوالصحیح" (عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایۃ ۱ / ۲۳۶) (ترجمہ : وہ جماعت جنکی اطلاع (خبر) سے غالب گمان حاصل ہوتا ہے (قاضی) حاکم کی صولبدید پر مبنی ہے اس کیلئے کوئی خاص تعداد

مقرر نہیں اور یہی صحیح ہے۔ بلکہ اتنا ضرور ہے کہ خبر دینے والوں کی تعداد دو سے کم نہ ہو اگر دو سے کم ہو تو خبر مستفیض نہ ہو گی۔ اس لیے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

"ماله طرق محصورة باكثر من اثنين وهو المشهور عند المحدثين سمي بذلك لوضوحه وهو المستفيض على رأى جماعة من ائمه الفقهاء" (شرح نخبۃ الفکر ص ۱۲)

ترجمہ : جس کیلئے محدود طرق ہوں لیکن دو سے زائد ہوں، اس وضاحت کی بناء پر محدثین کے ہاں مشہورہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور فقہاء کی ایک جماعت اس کو مستفیض کہتی ہے۔ لیکن روزہ اور عیدین کے مسئلہ میں احتیاط کو مد نظر رکھ کر علامہ رحمتیؒ کی بیان کردہ تعریف پر عمل لیا جائے کہ پانچ چھ گروہ اس خبر کی اطلاع دیں۔ تب قاضی یا کمیٹی کو خوب تحقیق کے بعد جب قلبی تسکین حاصل ہو جائے تو فیصلہ صادر کرے لہذا جب ان چار صورتوں میں سے ایک کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر دور دراز علاقوں میں پہنچ جائے تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہاں کا قاضی یا مفتی بغیر رؤیت کے روزے و عید کا حکم دے ان کے لیے بذات خود چاند کی رؤیت کرنا ضروری نہیں اور اگر ان صورتوں کے بغیر اطلاع آجائے تو جن شہروں کے مابین مسافت بعید ہو کہ ان میں اختلاف مطالع ممکن ہو قابل قبول نہیں، اس اطلاع سے روزے یا عید کا فیصلہ کرنا ناقابل عمل ہو گا۔

جدید ذرائع ابلاغ سے رؤیت کی خبر : جدید ذرائع ابلاغ میں ریڈیو، ٹیلی ویژن کے ذریعے اگر باقاعدہ طور پر حاکم، قاضی یا اس کا کوئی نمائندہ تفصیل کے ساتھ فیصلہ سنائے جس میں کوئی ابہام نہ ہو تو یہ خبر مستفیض کے حکم میں ہے۔ قریب شہروں کیلئے نفس فیصلہ کافی ہے البتہ بعید ممالک وشہروں کیلئے یہ اعلان موجب حکم نہیں لیکن اگر اس شہر یا ملک کے حاکم یا کمیٹی کو اطمینان ہو جائے تو اس کو مد نظر رکھ کر فیصلہ اسی خبر مستفیض کو بنیاد بنا کر کر سکتے ہیں ورنہ اگر اہتمام نہ ہو تو محض خبر نشر ہونے کو افطار و روزہ رکھنے کیلئے فیصلہ کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔

فیکس کے ذریعہ اطلاع : فیکس، تار، وائرلیس، موبائل فون، ای میل، انٹرنیٹ اور ٹیلیفون کے ذریعہ اگر اطلاع موصول ہو جائے تو یہ اطلاع ان چار اقسام میں کسی کے اندر داخل نہیں اس لیے فقہاء کرام نے اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا ہے۔ چنانچہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ فرماتے ہیں :

قواعد شرعیہ کے مطابق تار کا اعتبار اور اسپر اعتبار کر کے روزہ اور عید جائز نہیں (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳/ ۴۱)

اسی طرح مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں۔ وائرلیس یعنی لاسلکی پیغام اور ٹیلی گراف (تار) کی خبروں کا ثبوت ہلال وغیرہ امور دینیہ میں کسی حال میں کوئی اعتبار نہیں۔ نہ شہادت کے درجہ میں آسکتے ہیں نہ خبر شرعی کے اور نہ ہلال رمضان ان سے ثابت ہو سکتا ہے اور نہ عیدین۔ (بامداد المفتیین الشہیر بفتاویٰ دارالعلوم دیوبند (ج ۲۔ ۶۱) تاہم اگر فیکس کی اطلاع قاضی کے خاص پیڈ پر ہو اور اس اطلاع پر قاضی کے دستخط اور مخصوص مہر نصب ہو جسکا استعمال قاضی کے علاوہ دوسروں کیلئے ممتنع ہو اور وہ اطمینان قلبی کا باعث بن جائے تو تب تحقیق اور غور و خوض کے بعد ممکن ہے کہ فیصلہ کیلئے دلیل بن جائے۔

فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے اطلاع: فون اور انٹرنیٹ (ای میل) چونکہ خط کے مثل ہے اور الخط یشبہ الخط کی وجہ سے ناقابل احتجاج ہے اس کے ذریعے اطلاع پر عمل یا اس کو فیصلہ کی بنیاد بنانا درست نہیں تاہم اگر فون پر آواز (بات کرنے والے) کو پہچانا جائے اور آدمی بھی ثقہ ہو تو قریبی شہروں کے لئے قابل عمل ہو سکتا ہے جبکہ بعید شہروں کے چند ثقہ اشخاص جن میں اور جنکی اطلاع میں یہ شرائط پائی جائیں تو قابل فیصلہ ہو سکتی ہے۔ فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ نے بھی علماء کا متفقہ فیصلہ اس بارے میں نقل کیا ہے۔ (۲)۔ ریڈیو، ٹیلیفون، تار برقی، خط اور اخبار میں یہ فرق ہے کہ تار برقی اور اخبار سوائے صوت استفاضہ کے ہرگز معتبر نہیں البتہ خط بشرط معرفۃ الکاتب وعدالتہ اور ریڈیو و ٹیلیفون (بشرط معرفۃ صاحب الصوت وعدالتہ) درجہ اخبار میں معتبر ہوں گے۔ شہادت میں نہیں ہوں گے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۴۸۰)

ابن عابدینؒ کی تفریق: احناف کا ظاہر مذہب اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کا ہے چاہے رمضان کے لیے رویت یا شوال و عیدالاضحیٰ کیلئے ہو لیکن علامہ ابن عابدینؒ نے ان دونوں میں تفریق کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "یفھم من کلامھم فی کتاب الحج ان اختلاف المطالع فیہ معتبر فلا یلزمھم شئی لوظھرانہ روی فی بلدۃ اخری قبلھمبیوم وھل یقال کذالک فی حق الاضحیۃ لغیر الحجاج ۔ ولم ارہ والظاھر نعم لان اختلاف المطالع انمالم یعتبر فی الصوم لتعلقہ بمطلق الرؤیۃ وھذا بخلاف

الاضحية فالظاهر انما كاوقات الصلوة يلزم كل قوم العمل بما عندهم فتجزى الاضحية في اليوم الثالث عشر وان كان على رويا غيرهم هوالرابع عشر" (ردالمحتار: ۲/ ۳۹۴) (ترجمہ: فقہاء کے کلام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حج میں اختلاف مطالع معتبر ہے پس ایک شہر پر کوئی شیٔ لازم نہیں اگرچہ دوسرے شہر میں ان سے ایک دن قبل چاند کی رؤیت ہو چکی ہو اور کیا یہ امر غیر حاجی کے قربانی کیلئے بھی ہے میں نے اس کو نہیں دیکھا مگر اس لئے کہ اختلاف مطالع رمضان المبارک میں اس لیے معتبر نہیں کہ وہاں صوم کا تعلق مطلق رؤیت سے ہے۔ اور یہ قربانی کے حکم کے خلاف ہے پس ظاہر ہے کہ یہ اوقات صلوة کی طرح ہے کہ ہر قوم اپنے وقت کے مطابق اس عمل کو لازم رکھے پس قربانی ۱۳۔ ذی الحجہ کو بھی جائز ہے اگرچہ غیروں کا ۱۴۔ ذی الحجہ ہو۔ صریح جزئیہ نہیں دیکھا ہے مگر ظاہراً یہ بھی حج کی طرح ہے۔

الجواب: مگر علامہ صاحبؒ کی یہ تفریق ظاہر مذہب کے خلاف ہے اس لیے کہ علامہ حصکفیؒ اور دیگر محققین احناف عمومی اور اطلاقی الفاظ سے لااعتبار لاختلاف المطالع لکھتے ہیں اور اس کو ظاہر الروایۃ اور مفتی بہ قرار دیتے ہیں جبکہ ان الفاظ کی تقسیم سے کوئی فرق بین رمضان و عید الاضحیٰ معلوم نہیں ہوتا۔ دونوں اس میں برابر ہیں۔ اسلئے علامہ صاحبؒ کا یہ کہنا کہ یفھم من کلامھم کہ یہ فقہاء کے بیان سے سمجھ میں آیا گیا ہے درست معلوم نہیں ہوتا ہے۔ (۲) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بھی جب علامہ صاحبؒ کی اس تفریق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؒ نے جواب دیا کہ قیاس تو مقتضی ہے اس کو کہ اختلاف مطالع معتبر ہو مگر حنفیہ نے بنا پر قول علیہ السلام لانکتب ولاتحسب (الحدیث) اس کا اعتبار نہیں کیا کہ خالی حرج و رعایت قواعد ہیئت سے نہ تھا پس مقتضی حدیث مسطور کا یہ ہے کہ اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہ ہو، نہ قبل وقوع عبادت نہ بعد وقوع عبادت بلکہ ہر مقام کی رؤیت ہر مقام کیلئے کافی ہو جائے چنانچہ قبل وقوع تو بظاہر مفہوم ہوتا ہے مگر رائے ناقص میں وہ اعتبار اختلاف کا نہیں۔ لاطلاق الحدیث بلکہ عمل اس حدیث پر ہے' الصوم يوم تصومون والفطر يوم تفطرون والاضحى يوتضحون (الحدیث) چنانچہ صاحب ھدایہ نے مسئلہ حج میں اس کو دلیل ٹھہرایا" حیث قال وفي الامر بالا

سادۃ حرج "اور علامہ شامیؒ نے ہر چند کہ بناء عدم قبول شہادت کے اعتبار اختلاف مطالع پر ٹھہرائی ہے مگر اسکو کسی نے صراحۃً نقل نہیں فرمایا۔بلکہ یفھم من کلامھم کہا جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے کلام سے یہ اعتبار مستخرج ہوتا ہے تو اصل حنفیہ کے نزدیک کل جگہوں میں عدم اعتبار اختلاف مطالع ٹھہرا" کما ھوظاہرمن من اطلاقاتھم "اور استنباط علامہ شامیؒ کا مسئلہ اضحیہ میں اسی بناء پر ہے کہ انہوں نے عدم قبول شہادت کو بعض مسائل حج میں مبنی بر اعتبار اختلاف مطالع ٹھہرایا حالانکہ عندالتامل یہ امر غیر صحیح ہے بلکہ اس بناء اس کے عدم قبول کی وہی حرج ہے۔ پس جب بناء ہی صحیح نہیں تو مبنیٰ کیونکہ صحیح ہوسکتا ہے خصوصاً جب کہ کتب مذہب کے خلاف ہو" (امداد الفتاویٰ ۲/ ۱۰۸) اس لیے علامہ ابن عابدین کی یہ تفریق ظاہرِ مذہب کے خلاف معلوم ہوتی ہے جو کہ صحیح نہیں بلکہ روزہ اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں کوئی فرق نہیں سب کیلئے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں۔

میری ناقص رائے: جملہ بحث و نظر سے معلوم ہوا کہ ترجیح اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کو ہے مگر یہ حکم تمام دنیا کیلئے نہیں بلکہ یہ مخصوص ہے ان علاقوں کے ساتھ جہاں ایک دن سے زیادہ کا فرق نہ آتا ہو جیسا کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں: "وینبغی ان یعتبر اختلافھا ان لزم التفاوت بین البلدتین باکثرمن یوم واحد لان نصوص مصرحۃ بکون الشھر تسعۃ وعشرین اوثلاثین فلاتقبل الشھادۃ ولا یعمل بھا فیما دون اقل العدد ولافی ازیدمن اکثرہ "(فتح الملھم ۳/ ۱۳) ترجمہ: مناسب ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار ان مقامات میں کیا جائے جہاں ایک دن سے زیادہ کی تفاوت ہو اس لیے کہ نصوص اس بارے میں مصرح ہیں کہ مہینہ ۲۹۔۳۰ دن کا ہوتا ہے اس لیے اس شہادت کو نہ قبول کیا جائے اور نہ عمل کیا جائے جو اقل ایام شہر سے کم میں ہو یا اکثر ایام شہر سے زیادہ ہو لہذا جن ممالک میں اتنی تفاوت ہو کہ ان کے مابین ۱۰ یا ۱۲ گھنٹے یعنی شب و روز کا فرق موجود ہو (جیسے پاکستان وامریکہ وغیرہ) تو اختلاف مطالع کو اعتبار دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اس لئے کہ اتنے بعد والے ممالک میں ایک دن سے زائد کا فرق آسکتا ہے۔ اس نالائق طالبعلم کی یہ تحقیق ہے باقی علماء کرام سے گذارش ہے کہ وہ قرآن وسنت اور مذاہب اربعہ کے مفتی بہ مذہب کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل تلاش کریں جو وحدت امت کا ذریعہ بنے۔ (ھذا ماظھرلی واللہ اعلم وعلمہ اتم)